

تقریریں

خالد وقت سپہ سالار اعظم

غازی مصطفیٰ کمال پاشا

صدر مجلس قومیہ علیہ انگورا

جن کو

کارپردازان شاہی کتب خانہ لاہور

نے

طبع کرا کر شائع کیا

ہندو مسلم سٹیم پریس لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

فلسفۂ کائنات کا اصول ہے العالم متغیر۔ اور جب ہم تاریخ اقوام عالم کے اوراق پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو جابجا اسی اصول کے جلوہ گری کو تعجب خیز سے تعجب خیز نیرنگیوں اور حیرت انگیز سے حیرت انگیز بوالعجبیوں کے ساتھ موجود پاتے ہیں۔ بڑی بڑی سلطنتیں بنیں اور بگڑیں اور آسیائے روزگار نے ان کے آثار تہذیب و تمدن کو ایک ہی رفتار میں پیس کے رکھ دیا۔ انقلاب زمانہ کی ریاح و عواطف نے ان کی عظمت و صولت کے اس غبار کو اپنا بازیچہ بنا کر صفحہ جہاں پر اس طرح بکھیر دیا کہ آج ڈھونڈھے سے بھی اس کا نشان نہیں ملتا۔ قومیں عدم سے وجود میں آئیں اور تاج جہانبانی پہن کر سریر مملکت پر جلوہ افروز ہوئیں۔ لیکن زمانہ کے غیر متبدل آئین کے ہاتھوں ان کے طنطنہ و طمطراق کا بھی وہی حشر ہوا۔ جو اس سے پہلے کئی عظیم الشان اور قوی شوکت والی سلطنتوں کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

اسلام بھی آجکل اس ازلی و سرمدی کلیہ کے مہلک اثرات کا شکار ہو رہا ہے۔ اس کے نقارۂ جلال کے ترانے جو ایک طرف تو بحر اوقیانوس اور دوسری طرف بحر الکاہل کے ساحل کی وادیوں میں گونج چکے ہیں۔ شاید تم کو تو یاد نہ ہوں۔ لیکن اندلس کے پہاڑوں اور ہسپانیہ کی دیواروں کو ضرور یاد

ہیں۔ آج اس ساز میں کون سی صدائیں نکلتی ہیں۔ یتیموں کی آہیں! بیواؤں کے نالے! مظلوموں کی فغان کا شور! ہم تخت و تاج سے کس طرح محروم ہوئے یہ ایک الگ داستان ہے مختصر یہ کہ مصر گیا! ایران گیا! مراکش گیا! اور اب خلافت مقدسہ عثمانیہ بھی جو دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کی مرکز اور ارادت کا مرجع ہے ایک عرصہ دراز کی جان گسل کشمکش کے بعد اپنا دم توڑ رہی تھی کہ یکایک خدائے بزرگ و برتر کی رحمت جوش میں آئی اور اُس نے اسلام کی پراگندہ قوتوں کا شیرازہ باندھنے کے لئے ایک ایسے شخص کو بھیجا جس نے دین متین کی حفاظت میں اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دینے کا عزم کر لیا۔

غازی اعظم مصطفےٰ کمال پاشا کی ذات برکات سے جو عقیدت مُسلمانان ہند کو ہے وہ اعادہ کی محتاج نہیں۔ کیوں نہ ہو یہی وہ شخص ہے جو اسلام کے ڈوبے ہوئے بیڑے کا ناخدا ہے اور جس نے اسلام کی بگڑی ہوئی بنالی ہے اسی نیاز مندی کو ملحوظ رکھ کر میں اس جلیل القدر کی تقاریر کو جمع کر کے شائع کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ برادران اسلام میری اس کوشش کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اور اس متبرک مجموعہ کو جو نہ صرف اسلامی نقطہ خیال سے قابل احترام ہے۔ بلکہ دنیا کے ایک بہت بڑے مدبر سپہ سالار کے خیالات کا عکس ہونے کی بھی اہمیت رکھتا ہے غور سے پڑھیں گے۔

نیاز مند

والسلام

منیجر ایجنسی کتب خانہ لاہور

ہے ذکر تیرا گھر گھر غازی کمال پاشا

(از جناب حافظ احسان الحق صاحب احسان)

ہندوستان میں اکثر غازی کمال پاشا
ہے ذکر تیرا گھر گھر غازی کمال پاشا

ہو تیری فتح و نصرت ہر لحظہ اور ساعت
دشمن ہو تیرا مضطر غازی کمال پاشا

تیری شجاعتوں پر تیری دلاوری پر
ہم ناز دیں نہ کیوں کر غازی کمال پاشا

مدت سے سن رہے تھے اوروں کے کارنامے
تو نکلا سب سے بڑھکر غازی کمال پاشا

دشمن کی لاکھوں فوجیں کر دی تباہ تو نے
مارا ہر ایک افسر غازی کمال پاشا

تیری دلاوری نے اچھی طرح نکالا
یونان کا کچومر غازی کمال پاشا

پہلے سمجھ رہے تھے کچھ اور اتحادی
ہیں آج سارے ششدر غازی کمال پاشا

دشوار سب کا جانا آسان تیرا آنا
مشکل ہی حل کر غازی کمال پاشا

احسان جنگ میں پھر کچھ و لطف آتا
رہتا جو ساتھ انور غازی کمال پاشا

مصطفےٰ کمال پاشا کی انقرہ میں تقریر

پاشائے موصوف نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی قوم نہیں جس نے ہماری طرح دوسرے مذاہب کے لوگوں کے حقوق کا پاس و لحاظ رکھا - میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ صرف ترک ہیں جنہوں نے غیر مذاہب کی بھی حفاظت کی اور اُنہیں ظلم و تعدّی سے محفوظ رکھا - سلطان محمد فاتح جب قسطنطنیہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے باشندوں کے مذہبی و معاشری رسم و رواج سے کوئی تعرض نہ کیا - بلکہ مذہبی پیشواؤں کو بہت سے حقوق اور وسیع آزادی دیکر ثابت کر دیا کہ ہم ایک ایسی قوم ہیں جو مفتوحین کے احساسات اُور مذہبی روایات کا احترام کرتی ہے - میں اپنے دعوی کی دلیل میں صرف مذکورہ بالا واقعہ ہی کو پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں جس کی نظیر کسی قوم کی تاریخ میں نہیں ملتی -

غالباً صلح کانفرنس نے ہمارے دشمنوں کے بیانات کو صحیح تسلیم کر لیا ہے جن میں ہم پر طرح طرح کے اتہام لگائے گئے ہیں - لیکن اے حضرات! یاد رکھیئے کہ حق کو کبھی شکست نہیں ہو سکتی - اور وہ قوت و طاقت سے بالاتر ہے - فرید پاشا نے اپنے سرکاری بیان میں آزادی آرمینیا کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے پیرس میں تصریح کی ہے کہ جنوب میں کوہستان طارس ہماری سرحد قرار دی جا سکتی ہے - لیکن شاید انہیں یاد نہیں رہا یا اُنہوں نے قصداً تجاہل سے کام لیا ہے کہ طارس کے جنوبی علاقہ

کی عربی بولنے والی آبادی اور طارس سے انطاکیہ تک کے خطوں کی ترکی آبادی کی رگوں میں قریباً ایک ہزار سال سے ترکی خون دوڑ رہا ہے۔ بیشک ہم پر اتہام لگائے گئے ہیں جن کی بناپر یہ کہکر ہمارے حقوق پامال کر دیئے گئے ہیں کہ اس قوم کا ماضی اس درجہ تاریک ہے کہ حال و مستقبل میں اسپر اعتماد نہیں کیا جا سکتا لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بہادر قوم مصائب سمرنا کے بعد اب کمربستہ ہو گئی ہے کہ اپنے حقوق کی حفاظت بزور شمشیر کرے کیونکہ منت وسماجت سے جو درخواستیں کی گئیں وہ سب حقارت کے ساتھ مسترد کر دی گئیں۔

اسکے بعد مصطفےٰ کمال پاشا نے ارض روم اور سیواس کی کانفرسوں کا تذکرہ کیا اور کہا کہ انکے انعقاد کی صرف یہ غرض تھی کہ دارالخلافہ کی آزادی اور قومی خود مختاری کی حفاظت کا سامان بہم پہونچایا جائے۔

مُصطفےٰ کمال پاشا نے قوم کو اُسکے فرائض سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ جو قوم جان و مال عزت و آبرو اور ہر قسم کی قربانیوں سے اپنے مقدس وطن کی خدمت اور حفاظت نہیں کرتی وہ درحقیقت ایک نہایت ہی ذلیل اور بدترین قوم شمار ہونیکی مستحق ہے اگر افراد اپنے حقوق کی حفاظت اور اپنے فرائض کی انجام دہی ضروری تصور نہیں کرتے تو اُسکا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ جماعت انہیں منتشر کرکے جس رخ پر چاہتی ہے لگا دیتی ہے اور پھر ہر فرد کا مستقبل خود اُسکے ہاتھ میں ہو جاتا ہے۔ اور قوم کے مستقبل سے اُسے کوئی سروکار نہیں رہتا۔

یہ ظاہر ہے کہ اگر افراد کا مستقبل قوم کے مستقبل کیساتھ وابستہ ہو

تو وہ عموماً تاریک ہوتا ہے - اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ تمام اقوام کے افراد قومی مستقبل پر زور دیتے ہیں اور جو ایسا نہیں کرتے انہیں ذلت اور رسوائی سے دوچار ہونا پڑتا ہے - لہذا ہم پر بھی واجب ہے کہ اپنی قوم و سلطنت کی بقا و آزادی کیلئے ہمہ تن جدوجہد کریں - اور اس کے سوا اور کسی صورت کو قبول نہ کریں

حضرات! گذشتہ اور موجودہ حالت میں بڑا فرق ہو گیا ہے امن و امان اور انتظام کی جو کیفیت اسوقت ہے پہلے کبھی نہ تھی - ہمارے موجودہ اتحاد نے ہمیں اس درجہ پر پہونچا دیا ہے کہ خود اتحادی بھی اسکے معترف ہیں اور ہمارے نیست و نابود کرنے کے منصوبے بدل کر انہیں اپنی زریں امیدوں پر پانی پھیرنا پڑا ہے -

دوستو! یہ نتیجہ ہے صرف ہمارے وطنی اتحاد کا جس کا منشا یہ ہے کہ ہم کسی قوم کی ذلت و اہانت ہرگز قبول نہ کریں گے - اسوقت ترکوں کا فرض ہے کہ وہ بے خوف و خطر اپنی راہ پر گامزن رہیں - اور رستے میں جتنے روڑے ملیں انہیں پیسکر خاک کردیں - پارلیمنٹ کے ممبروں پر بھی واجب ہے کہ اپنے فرائض کو پوری مستعدی سے انجام دیں تا کہ گورنمنٹ کی کارروائیاں قوم کی مشارکت سے ہوں ورنہ گورنمنٹ کیساتھ وہ بھی جواب دہ ہونگے ہماری تحریک کا اصل مقصد یہ ہے کہ اپنے استقلال و آزادی کو بچالیں اور ترکی قوم کو غلام نہ بننے دیں - مجھے خدا کی ذات سے قوی امید ہے کہ ہم اپنے ارادوں میں کامیاب ہوں گے - مگر کیا اسکے بعد ہمارا کام

ختم ہو جائیگا۔ نہیں! آئندہ بھی ہمیں عظیم الشان کام انجام دینے ہیں اِس وقت ہمارے لئے بڑا کام اپنی داخلی حالت کا درست کرنا ہوگا۔ تاکہ دنیا پھر روشن ہو جائے کہ ہم واقعی ایک زندہ قوم ہیں۔

حضرات مجھے یقین کامل ہے کہ جب ہم اچھی صلح حاصل کرلیں گے۔ اور ہماری داخلی حالت بھی درست ہو جائے گی تو ہم گذشتہ سے زیادہ اچھی حالت میں ہونگے۔ کیونکہ وہ مسلم اقوام جو بیشتر ہماری سلطنت میں شامل تھیں اور جن سے عثمانی قومیت بنتی تھی اب ہماری سرحد سے باہر ہیں اور شام۔ عراق اور یمن میں اپنی آزادی کے لئے شدید جدوجہد کر رہی ہیں کیا آپ عالم اسلام کی خوش قسمتی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جبکہ ہم تمام مسلمان آپس میں متحد ہوں گے۔ اور کیا آپ اس عظمت و شوکت کا تصور کر سکتے ہیں جو ہمارے اتحاد کے بعد رونما ہوگی۔ میں تو جب اس کا تصور کرتا ہوں تو میرا دل فرط محبت سے اچھلنے لگتا ہے اور مجھے وہ خوشی ہوتی ہے جس کا اظہار الفاظ میں کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ میں اب دیکھ رہا ہوں کہ عالم اسلامی کی پوزیشن مضبوط ہوگئی ہے۔ اب میں آپ کے شکریہ پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

غازی موصوف کی تقریر

٢ مارچ سنہ ١٩٢١ء کو انگورہ میں ترک احرار کی مجلس کی دوسری سالگرہ منائی گئی۔ جس میں مصطفےٰ کمال پاشا نے فرمایا۔ کہ عزیزو! ہموطنو! مبارک ہو کہ اس قومی مجلس کے افتتاح کو دو سال گذر چکے ہیں اسکے قیام کی وجہ صرف یہ ہے کہ ترک قوم کی حفاظت کیجائے اسکا یہ مدعا ہرگز نہیں کہ ہم ان علاقوں پر اپنا تصرف جمائیں جو درحقیقت ہمارے نہیں ہیں۔ ہم صرف انصاف چاہتے ہیں۔ روز قیام سے لیکر اسوقت تک مجلس کے چودہ ١٤ اجلاس منعقد ہو چکے ہیں۔ اور چالیس ٤٠ قوانین مرتب ہو چکے ہیں۔ ہماری قانونی کتاب کو ایک نظر دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ہمنے آج تک جسقدر قوانین پاس کئے ہیں۔ ان سب کا مقصد یہی ہے کہ ترکی قوم کی عزت و شوکت برقرار رکھی جائے۔ قوم کے قائم مقام منتخب شدہ ممبروں کی تعداد تین سو پچاس ٣٥٠ ہے جس میں حلقہ قسطنطیہ کے ایک سو اٹھاسٹھ ١٦٨ اصحاب بھی شامل ہیں۔ مجھے ان اپنے بارہ (١٢) ممبروں کی غیرحاضری پر افسوس ہے۔ جو تمام بین الاتحادی قوانین کو پس پشت ڈالکر مالٹا میں نظربند کئے گئے ہیں۔ ہمارے دشمن اس مجلس کو تباہ کرنے کی غرض سے جو کمینہ حرکتیں کر رہے ہیں۔ مجھے اُن کا بھی بخوبی علم ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی امداد اور ترکوں کی قوم کی آزادی کے حق پر بھروسہ کرتے ہوئے آج نہایت فخر سے کہ سکتا ہوں

کہ ہمیں اپنے مقاصد میں ہر پہلو سے نمایاں کامیابی ہوئی ہے۔ جہاں میں آپ پر یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے اتحاد نے ہمیں ہر طرح میں کامیاب کیا ہے۔ وہاں یہ کہہ دینا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ہماری ذمہ واریوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ جن کی طرف سے ہرگز ہمیں غافل نہ رہنا چاہیئے اور ان تمام چیزوں کو جو خدائی اور انسانی قانون کے مطابق ہماری ہیں اپنے حلقہ اقتدار میں لانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ اگرچہ ہمارے برادر سپاہیوں مغرب میں دشمنوں کے بیشمار گروہوں کو مار مار کر پیچھے ہٹا دیا۔ لیکن ابھی تک ہماری سلطنت کے کئی بہترین اجزار ایسے ہیں جو ہاتھ ہمارے نہیں آئے۔ مگر اس سے ہمارے حوصلے پست نہیں ہو گئے۔ ہمارے کمینہ اور شیخ چلی کیطرح باتیں بنانیوالے دشمنوں نے ہمیں تباہ کرنے کا چیلنج بھی دیا ہے ہمارے سادہ مگر بہادر اور جنگجو سپاہیوں نے بڑی خوشی سے منظور کیا ہے اسلئے میں آج پھر ببانگ دہل اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم اپنی زندگی اپنی عزت اور اپنے ملک کو بچانے کے لئے ہر قسم کی قربانی کریں گے آپکو بخوبی علم ہے کہ عارضی صلح کے بعد بہت سی تمر کی فوج مفقود ہو گئی۔ لیکن آج ہم بڑے فخر سے دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے گرد اس فوج سے بھی بہتر فوج موجود ہے اور دشمن کو دندان شکن جواب دینے کے لئے ہر وقت تیار و مستعد ہے۔ جو فوجیں آپ نے میرے سپرد کی ہیں۔ انہی کی بدولت ہمارے مرد۔ عورتیں اور بچے آرام و اطمینان

سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس مجلس نے عزم بالجزم کرلیا ہے کہ جب تک
ہمارا مقصد پورا نہیں ہوتا ہم اس جدوجہد کا سلسلہ جاری رکھیں گے
مگر اسکے ساتھ ہی میں ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارا نصب العین
جنگ نہیں بلکہ قومی آزادی ہے۔ ہم امن کیساتھ زندہ رہنے کے لئے
جدوجہد کر رہے ہیں۔ خدا نے ہمارے ہاتھوں میں قوت بخشی ہے
اور ہم نے مشرق میں امن قائم کرلیا ہے۔ چونکہ ہمارا مقصد جائز
ہے۔ اسلئے انشاءاللہ ہم مغرب میں بھی امن وامان قائم کرلیں گے۔

میں بلا لحاظ مذہب و ملت اناطولیہ کی رائے عامہ کے لیڈروں
اور ہر مذہب کے علماء کا جنہوں نے ترک احرار کی سول اور فوجی حکومت
کو اعلٰے اور قابل تعریف طریقہ پر امداد دیدی ہے۔ دلی شکریہ ادا کرتا ہوں
خدا ترکوں کی عمر دراز کرے آمین ثم آمین



حکومتِ انگورہ کے حالات

آج ترکانِ احرار کی مجلس ملیہ کی خدمات کا دوسرا سال شروع ہوتا ہے میں اس مجلسِ ملیہ کے کارپردازوں کی قابل قدر خدمات کے جذبۂ شکر گذاری وانبساط کے ساتھ یاد کرتا ہوں اس سے پہلے کہ میں مجلس ملیہ کے سرگرمیوں اور کامیابیوں کا تذکرہ کروں۔ ان اندرونی و بیرونی واقعات کو دُہرا دینا ضروری ہوگا جو گذشتہ سال ظہور پذیر ہوئے۔ آپ سب حضرات کو یاد ہوگا کہ ۱۶ مارچ ۱۹۲۰ء کو یورپ کی متحدہ طاقتوں نے ہمارے دارالسلطنت پر قبضہ کرلیا۔ حکومت کو تباہ و برباد کرکے خلیفۃ الاسلام یعنے سلطان المعظم پر اپنا اقتدار جمالیا۔ ہماری قوم کو صفحۂ دنیا سے نیست و نابود کرنے کی اس مجرمانہ کوشش سے دشمن نے سمجھ رکھا تھا کہ وہ آسانی سے ہمارا قلع قمع کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ مگر بہادر ترک جن پر اب بخوبی روشن ہو گیا تھا کہ دشمن کو عہد و پیمان کا کچھ پاس نہیں۔ اور وہ ہر طریق سے ان کو تباہ کرنے پر آمادہ ہے چونکنے اور ہوشیار ہو گئے تاکہ دنیا کو دکھا دیں کہ وہ خود سلطنت کے مالک ہیں اور جب تک جان میں جان ہے۔ ہرگز غلامی کا طوق اپنی گردن میں نہ ڈالیں گے۔

ہماری قوم نے اپنے نمائندوں کو منتخب کیا۔ ملک کی بدقسمتی کی ڈور اُن کے ہاتھ میں دی۔ اور ان کو مجلس ملیہ میں شرکت کے لئے بھیجدیا۔

ابتدائی مشکلات

مجلس ملیہ کے پہلے ہی اجلاس میں جو ۲۳ راپریل سنہ ۱۹۲۰ء کو منعقد ہوا اس امر کا اعلان کیا گیا کہ ترک اپنے ملک کی قسمت کا خود فیصلہ کرینگے اور بغیر کسی بیرونی دست اندازی کے ملکی اور خارجی قیود کی زنجیروں کو توڑ دیں گے۔

قوم کے تمام ماہرین سیاست ہزار مصائب و تکالیف برداشت کر کے انگورہ میں پہنچ گئے۔ قسطنطیہ کی مجلس شوریٰ کے ارکان جان جوکھوں میں ڈالکر ہم سے آ ملے۔ کہ مجلس ملیہ میں شریک ہو کر ایسی تجاویز پر غور کریں۔ جن سے بے چینی اور ادبار کے سیاہ بادل پھٹ جائیں۔ اور امن و امان کا دل خوش کن منظر مردہ دلوں کو زندہ کر دے۔

میں خوش ہوں کہ ہمیں آج وہ دن نصیب ہے کہ اپنے شرکاءِ کار کی سرگرمیوں اور کامیابیوں پر تہ دل سے مبارکباد عرض کرسکوں۔ خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ معلیٰ میں شکر بجالانے کا مقام ہے کہ حوادث کے متلاطم سمندر میں ہماری کشتی محفوظ رہی اور آخر کار کامیابی اور کامرانی کے ساحل تک جا پہنچی

بغاوت

دشمن نے ہماری قوم میں تفرقہ اندازی کے لئے وہ زور صرف کیا کہ جس دن مجلس ملیہ کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ تو باغی انگورہ سے صرف آٹھ میل کے فاصلہ پر تھے۔ خداوند تعالیٰ کی مدد سے ہم اس بغاوت کو فرد کرنے میں

بھی کامیاب ہوئے۔ مگر اس کامیابی سے ہماری مشکلات کا خاتمہ نہ ہوا
گرد و نواح کے مختلف علاقوں میں ہماری حکومت کے خلاف مُفسدوں
کے اکسانے پر بغاوت اور سرکشی کے جھنڈے بلند ہوئے۔ مگر جس میدان
میں ہماری فوج ظفر موج نے قدم رکھا۔ فتح و نصرت ہم رکاب ہوئی بالآخر
سادہ لوح عوام کے دلوں سے بدظنی و غلط فہمی کو دُور کیا۔ دشمن کے خلاف
بر سرِ پیکار رہنا اور اندرونی پیچیدگیوں کو دُور کرنا ایک ایسا امر تھا جسکی
مشکلات کا ہم ہی خوب اندازہ کر سکتے ہیں۔ بہر حال وہ زمانہ بھی گذر گیا
اور مخالفت کی رو موافقت میں تبدیل ہو گئی۔ ہماری کامیابی کی بیّن
دلیل یہ ہے کہ بلا وجہ نقصان جان اور مالی نقصان نہ ہوا۔ آپ اصحاب نے
سادہ لوح عوام کے دلوں میں نفاق اور بداندیشی کو دُور کر دیا۔ اور ہماری
حکومت کی اصل غرض و غایت کو ان پر پورے طور پر واضح کر دیا۔ بلاشبہ
یہ ایک بڑا اہم کام تھا جس کی تکمیل میں ہمیں بفضلِ خدا پوری کامیابی ہوئی
برادرانِ قوم اندرونی پیچیدگیوں کا حال تو آپ پر ظاہر ہو ہی
گیا ہے اب میں اُن واقعات کا تذکرہ کروں گا۔ جن سے دشمن کی ان تھک
کوششوں کا پتہ چلتا ہے۔ جو اُسنے ترکوں کی آزادی کو سلب کرنے
میں صرف کیں۔ یونانیوں نے مغرب میں یورش شروع کر دی۔ جنوب میں
فرانسیسی اور مسلح ارمنی ہماری طاقت کو تباہ و برباد کرنے کے درپے
تھے۔ مشرق میں بھی ارمینوں نے مفلوک الحال مسلم باشندوں پر وہ
ظلم و ستم ڈھائے کہ خدا کی پناہ۔ غرض چاروں طرف سے دشمن مغلوب

کرنے کی مسلسل کوشش کر رہا تھا۔ ہماری فوج کا ایک کثیر حصہ ملک کے اندرونی امن کو قایم رکھنے میں مصروف تھا۔ یونانیوں نے مغربی سرحد کو کمزور پا کر حملہ کر دیا۔ ترکانِ احرار بے سروسامانی کی حالت میں اپنے ملک کی خاطر بر سرِ پیکار رہے۔ اِسمیں شبہ نہیں کہ یونانیوں کے اس حملے سے ہمیں نقصان برداشت کرنا پڑا۔ لیکن اس سے ہمارے حوصلے پست نہ ہوئے بلکہ ہم نے بیش از بیش استقلال اور جرأت سے کام شروع کر دیا۔ عارضی صلح کے بعد ہماری فوج کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ اسلحہ وسامانِ حرب کی کافی مقدار تھی اور سپاہ کی کوئی ترتیب ہی نہ تھی۔ ہم نے بہت جد و جہد کے بعد اپنی فوج کو درست کیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ آج ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لیئے ایک لشکر جرار موجود ہے اور ہر طرف سے فتح و نصرت کی دل خوش کن خبریں موصول ہو رہی ہیں ترکانِ احرار کے اس لشکر جرار کی مدد سے ہم نے آرمینیوں کو مشرق میں شکست فاش دی۔ یونانیوں کو مغرب میں ناک چنے چبائے۔ انہیں عظیم الشان فتوحات کا نتیجہ تھا کہ اِن ممالک پر جو ہمارے ہاتھ سے نکل گئے تھے دوبارہ ہمارا تصرف ہو گیا۔ غرض جان نثار و شجاع ترکانِ احرار نے روزِ روشن کی طرح ثابت کر دیا کہ وہ تلوار کے زور سے اپنے ملک کی عزت کو اغیار سے بچانے کی طاقت رکھتے ہیں۔

مقام لشکرگاہ

میں نے ان واقعات کو بیان کر دیا ہے جو گذشتہ سال اہم گذرے ہیں

داخلی و خارجی حکمت عملی

برادرانِ قوم! مجلس ملیہ کو داخلی و خارجی حکمت عملی میں پوری کامیابی ہوئی ہے، آج تک ہم انہیں مجوزہ اصول پر کاربند ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ہم اُن سے آئندہ ہرگز انحراف نہ کریں گے۔ ہماری خارجی حکمت عملی یہ ہے کہ دوسری سلطنتیں ہماری آزادی کو کامل طور پر تسلیم کریں اور ہماری قومی بہبودی کا ہر طرح پاس رکھا جائے۔

ترکانِ احرار لڑاکا نہیں

ہماری قوم اور حکومت لڑاکے یا مفسد لوگوں کی جماعت نہیں بلکہ ہم امن پسند لوگ ہیں اور دنیا میں صلح و آشتی کو قائم کرنا ہمارا مقصد اعلےٰ ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نے مشرق و مغرب میں غیر سلطنتوں سے رشتہ اتحاد قائم کیا۔ مشرق میں ہم نے شمالی قفقاز و آذربایجان سے دوستانہ تعلقات قائم کئے۔ عراق عرب اور شام کی مسلم آبادی اپنے دلوں میں ہماری محبت اور عقیدت کا جوش رکھتی ہے اور ہم اس قیام تعلقات کو بہت اہمیت دیتے ہیں ایران سے بھی ہم نے رشتۂ اتحاد استوار کیا ہے اور ہمیں کامل امید ہے کہ آرمینیا۔ جارجیا سے ہمارے تعلقات دوستانہ رنگ اختیار کرلیں گے۔

یہ تو ظاہر ہی ہو چکا ہے کہ حکومت جمہوریہ روس اور ہمارے درمیان برادرانہ تعلقات ہیں۔ اور ہماری یہ خواہش ہے کہ یہ رشتہ اور بھی زیادہ مضبوط ہو مزید برآں ماسکو کانفرنس میں ہمارے نمائندے شریک ہونگے

جس سے ہمارے اتحاد پر خوشگوار اثر پڑے گا۔

مغربی ممالک سے بھی ہماری گفت و شنید ہوتی رہی اور ہمنے ہمیشہ یہی خواہش ظاہر کی کہ ہماری قوم و حکومت کی آزادی تسلیم کر لی جائے تو ہم دوستانہ تعلقات کی طرح ڈالنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ برطانوی سیاستدانوں نے بھی عہدنامہ سیورے سے ہماری آزادی اور زیست کو معرض خطر میں ڈال دیا تھا۔ مگر ہم نے ایک سال تک جنگ و جدال کرکے دنیا پر روشن کر دیا۔ کہ ہم اپنی آزادی اور حریت کے لئے جان دینے کو تیار ہیں۔ اور عہدنامہ سیورے کے خطرات کو بخوبی محسوس کرتے ہیں۔

قسطنطنیہ کی حکومت نے اس عہدنامہ کی شرائط کو تسلیم کر لیا مگر اتحادیوں کو اس امر کی ضرورت پیش آئی کہ ہماری حکومت سے اس عہدنامہ کے بارے میں مفاہمت کرے۔

ماضی و حال

گذشتہ سال کے انہی ایام میں جب اعلان صلح کی خبر شائع ہوئی تو ہم پر رنج و غم کی ایک گھٹا چھا گئی۔ چاروں طرف دشمن ہمیں گھیرے پڑے تھے اور تمام دنیا میں ہماری مخالفت کا غلغلہ بلند تھا مگر آج بفضل خدا تمام دنیا نے ہماری حکومت کے اغراض و مقاصد کو سمجھ لیا ہے۔ مہذب دنیا ہمارے ساتھ روزافزوں اظہار ہمدردی کرتی ہے۔ گذشتہ سال ہماری قوم پر مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے

مگر بہادر ترکان احرار نے اپنی جانیں قربان کر کے قوم کے ننگ و ناموس کو بچا لیا۔

عہد نامہ سیورے ہمارے لئے پیغام اجل تھا۔ مگر برادران قوم باوجود دشمن کی مسلسل کوششوں کے آج عہد نامہ سیورے کا کوئی وجود نہیں

لندن کانفرنس دنیا میں امن و امان کے قیام کو جس کے لئے دنیا پیاسی ہے التوا میں ڈال سکتی ہے۔ لیکن ٹرکی کو بزور شمشیر عہدنامہ سیورے پر دستخط کرنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتی۔ مفتوح سلطنتوں میں یہ شرف صرف ٹرکی کو حاصل ہے اور اُس نے اس وقار کو بزور بازو قائم کر رکھا۔ بھائیو! اتحادی یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہماری قوم اِس قابل نہیں کہ موجودہ طرز حکومت کے ماتحت رہے اس غلط فہمی کی بنا پر انہوں نے ہم میں تفرقہ ڈالنے کی سر توڑ کوشش کی تاکہ اس سے فائدہ حاصل کر کے ہماری گردن میں غلامی کا طوق ڈالدیں ہماری قوم ایک سال تک بغیر کسی بیرونی امداد کے اپنی جد و جہد آزادی کی مصیبتیں جھیلتی رہی۔ اب بھی ہمارے دشمن ہم پر ظلم و ستم ڈھا رہے ہیں اور ایسی وحشیانہ حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں کہ مغربی تہذیب کو اس پر شرم آنی چاہئے۔ برخلاف اسکے ہماری حکومت کے ماتحت ہر مذہب و ملت کے لوگ امن و آسایش سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور اُن کے حقوق کی پوری نگہداشت ہوتی ہے۔ اور یہی اسلامی سلطنت کا شیوہ ہے۔

مسئلہ اناطولیہ کی گتھی خم شمشیر سے سُلجھائی جائیگی

مجلس عالیہ قومیہ انگورہ کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت جناب غازی اعظم مصطفےٰ کمال پاشا منعقد ہوا جس میں غازی موصوف نے ترکوں اور یونانیوں کی مخالفانہ کشمکش کی تجدید پر ایک تقریر فرمائی۔ آپنے فرمایا کہ اب مسئلہ اناطولیہ کی پیچیدہ گتھی ناخن تدبیر کی بجائے خم شمشیر ہی سے سلجھائی جائیگی۔ آپ نے بیان کیا کہ حکومت متحدہ کی طرف سے دول متحدہ کے پاس ایک احتجاجی مراسلہ ارسال کیا ہے جس میں لکھدیا ہے کہ تسلسل کا ذمہ وار صرف یونان ہے۔

غازی موصوف نے فرمایا کہ اگر اتحادی چاہتے تو لندن کانفرنس میں انہیں صاف صاف معلوم ہو سکتا تھا کہ ترکی نائبین مزید خونریزی کے انسداد اور یونان کے ساتھ کسی مصالحت آمیز مفاہمت کے کسقدر خواہاں ہیں۔ یونانیوں نے حکومت ترکی کو کسی قسم کا اعلان جنگ بھیجے بغیر ہی پیشقدمی شروع کر دی ہے۔ ان لوگوں کے اس فعل کی وجہ یہ ہے کہ لندن میں انہیں یقین دلایا گیا ہے کہ وہ تھریس اور سمرنا پر ہمیشہ قابض نہیں رہ سکتے

کیونکہ ان علاقوں پر تسلط جمانے کا انہیں کوئی استحقاق حاصل نہیں۔ یہی وجہ ہے جس کی بنا پر یونان نے عزم جنگ کر کے ایسی خلاف قانون اور غیر منصفانہ صورت حال پیدا کر دی ہے۔ جو قانون بین الاقوام کی قطعاً منافی ہے

غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے فرمایا کہ لندن میں یونانیوں نے اتحادیوں کی پیش کردہ تجاویز کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کی وجوہ تو آسانی سے معلوم کی جا سکتی ہیں لیکن اس سے ایک مرتبہ پھر دنیا پر یہ حقیقت آشکارا ہو گئی کہ ترکی مطالبات کی بنا حق و انصاف پر ہے

قومی تیاریوں کے متعلق غازی موصوف نے کہا کہ یونانیوں کی پیش قدمی سے جنگ کے آخری نتیجے پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ آپ نے مجلس سے استدعا کی کہ وہ فوج کے جذبۂ حب وطن پر اعتماد کرے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا۔ کہ فوج کے پاس ساز و سامان کافی سے زیادہ ہے۔ اور ایک مدت دراز تک مصروف حرب و ضرب رہ سکتی ہے۔

آخر میں غازی ممدوح نے ارشاد فرمایا۔ کہ تمام ارکان مجلس کو سلطنت عثمانیہ کے موجودہ اہم لمحات میں متحد و متفق رہنا چاہئے اور اس امر پر پورا پورا اعتماد رکھنا چاہئے کہ آخر فتح و نصرت ہمارے ہی قدم چومے گی۔

اصول جمہوریت پر مصطفیٰ کمال پاشا کی تقریر

آپ نے فرمایا تمام قومیں غیر معمولی حالات میں ان اصولوں میں سے ایک کو تسلیم کرتی ہیں وہ یا تو مجلس آئینی کو معطل کر کے حکومت کی ایگزیکٹو (کارکن) شاخ کو سارے اختیارات دیدیتے ہیں یا تو تمام قوم سے مشورہ کر کے کام کرتی ہیں۔ ہماری رائے یہ ہے کہ ہمارے مذہب اسلام کے رُو سے جو بحث و تمحیص کے لئے کامل آزادی دیتا ہے۔ مؤخر الذکر طریق بہتر ہے۔ اور اسلئے ہم تمام کو اپنی قسمت کا آپ فیصلہ کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔

حکومت کا سردار مقرر کرنا اور اُسے ذمہ دار ٹھہرانا مفید ہے۔ ہم آپ کی مجلس قومیہ کو جو رضائے قوم کی قائمقام ہے اس اختیار سے مشرف و ممتاز تعلیم کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ اس لئے آپ کی مجلس قومیہ صرف قانون وضع کرنے اور ایگزیکٹو جماعت کے امور کی نگرانی کرنے کے لئے جمع نہیں ہوئی۔ بلکہ اسکا فرض بھی ہے کہ ایگزیکٹو فرائض بجالائے گا

مصطفےٰ کمال پاشا کو قوم کیطرف سے غازی کا خطاب

یونانیوں کو شکست فاش دینے کے بعد جب
مصطفےٰ کمال پاشا انگورہ واپس ہوئے تو قومی پارلیمنٹ
میں ایک پرُ زور تقریر کی جس کا کچھ حصہ مصری و قسطنطنوی
اخبارات میں شائع ہوا ہے جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں
حضرات! ہم یہ چاہتے ہیں کہ اپنی ملکی سرحدوں کے اندر آزاد و خود مختار ہوں۔ ہم یورپ سے کچھ نہیں چاہتے۔ صرف اتنی بات چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے حقوق پر دست درازی نہ کرے۔ جنگ عظیم میں اپنے اتحادیوں کی شکست کا خمیازہ ہم اچھی طرح بھگت چکے۔ اور کافی سے زیادہ سزا ہمیں دی جا چکی۔ ہم نے شام و عراق جیسے وسیع و زرخیز علاقے انکے باشندوں کے لئے چھوڑ دیئے۔ کہ جیسی حکومت اپنے یہاں پسند کریں قائم کرلیں کسی مغلوب سلطنت کو اتنی سزا دی گئی ہے۔ جتنی خاص طور پر ہمیں دی گئی ہے؟ اور کس کا اتنا ملک چھینا گیا ہے۔ جتنا ہمارا چھینا گیا ہے؟ ہماری بد انتظامی کے جتنے افسانے مشہور کئے گئے ہیں اور انہیں کو ہماری سلطنت کی بنیادیں گرانے کے لئے حجت قرار دیا گیا ہے۔ ان کی کیا اصلیت ہے؟ یورپ کی کون سلطنت ہم سے زیادہ خوش انتظام ہے؟ اور کیسے متعلق وہ تمام شکایتیں نہیں کی جاتیں جو ہمارے متعلق کی گئی ہیں؟ لیکن سب کی سلطنتیں تقسیم و تجزیہ سے محفوظ ہیں۔ اور ہماری سلطنت کے

حصے بنجر کر لئے ہیں۔ ہماری نسبت ہمیشہ سے یہ دروغ بیانی بھی بطور قضیہ مسلمہ کے دہرائی جاتی ہے کہ ترک اپنی مسیحی رعایا کے ساتھ نہایت وحشیانہ سلوک کرتے ہیں۔ دنیا میں کون حکومت دعویٰ کر سکتی ہے کہ وہ ہم سے زیادہ غیر مذاہب کا احترام کرتی ہے؟

ہماری قومی روایات اور مذہبی احکام ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ اپنی غیر مسلم رعایا کے ساتھ بھی عمدہ برتاؤ کریں۔ مجھے دلائل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر شخص ہماری قلمرو کا دورہ کر کے دیکھ سکتا ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے گاؤں میں بھی مسیحیوں کو پورا آرام و اطمینان ہے۔ اور وہ ہر جگہ اپنے مسلمان ہموطنوں سے زیادہ خوشحال و فارغ البال ہیں۔ اگر ہم اُن سے وحشیانہ سلوک کرتے ہیں تو کیا ان کی حالت یہی ہوتی؟

بیشک ہماری جو مسیحی رعایا کفران نعمت کرتی اور انتہائی نمک حرامی کے ساتھ وطن مقدس میں ناپاک اجنبیوں کو داخل کرنا چاہتی ہے تو ہم اُسے ضرور تنبیہہ کرتے ہیں۔ جس میں ہمیں کوئی ملامت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یورپ کی "مہذب و متمدن" سلطنتیں ایسے موقعوں پر ہم سے کہیں زیادہ سخت گیری سے پیش آیا کرتی ہیں۔ لیکن باقی پر امن شہری ہماری سلطنت میں نہایت آزاد ہیں۔ اور مسلم و غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں ہے۔

یونانی مدعی ہیں کہ جن علاقوں پر انہوں نے غاصبانہ قبضہ کیا ہے

ان میں اکثریت یونانی قوم کی ہے۔ یہ ایک سفید جھوٹ ہے اور غیر جانبدارانہ مردم شماری کے کاغذات بھی اس کی تردید کرتے ہیں۔ بین الاقوامی تحقیقاتی کمشنیوں نے بھی اسکی تکذیب کی ہے۔ اسی بنا پر لندن کانفرنس ہی ہمارے نمائندوں نے یہ تجویز کرلی تھی کہ ان علاقوں میں پھر غیر جانبدارانہ کمیشن جا کر تحقیقات کرلے۔ مگر یونانیوں نے اسکے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ کیونکہ وہ اپنے جھوٹ سے آگاہ تھے۔

اسکے بعد یونانیوں نے چاہا تھا کہ حق کو اپنی قوتوں سے کچل ڈالیں مگر حق کا حامی اللہ تھا۔ اور اسی کی مدد و توفیق سے قومی فوجوں نے یونانی لشکر عظیم کی دھجیاں اڑادیں۔ اور اب اسکے ٹکڑے ادھر اُدھر اڑتے پھر رہے ہیں۔ مگر کہیں پناہ نہیں ملتی! دنیا یہ خیال کرے کہ اس شاندار فتح کے بعد ہم تلوار نیام میں کرلیں گے۔ ہرگز نہیں۔ ہماری تلوار کا اسوقت تک نیام میں جانا حرام ہے۔ جب تک وہ انصاف نہ حاصل کرلے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ ہم خونخوار ہیں۔ اور انسانی خون بہانا پسند کرتے ہیں۔ حاشا و کلا ہم ہرگز ایسے نہیں ہیں۔ اور نہ جنگ کو پسند کرتے ہیں۔ ہم تو ہر ایک کے ساتھ صلح کرنے کو تیار ہیں۔ اور کسی سے بھی دست بگریبان نہیں ہونا چاہتے۔ ہم نے بڑی کوشش کی۔ کہ ہماری فریادیں سن لی جائیں۔ اور بلا خونریزی کے ہمیں انصاف مل جائے۔ مگر دشمنوں نے ہماری التجاؤں کو ٹھکرا دیا۔ ہمارے مطالبات کا مضحکہ اُڑایا۔ ہمیں ہر طرح بدنام کرنیکی کوشش کی اور اپنے ظلم و جور کے سامنے سر جھکانے پر ہمیں اپنی وحشیانہ

تدبیروں اور خفیہ دھمکیوں سے مجبور کرنے لگے۔ اسوقت ہم نے اللہ کے بھروسہ پر نخوت کے ساتھ اپنا سر اونچا کر لیا۔ اور اپنی مقدس تلوار نکال لی۔ کہ اسکے ذریعہ سے اپنے حقوق کی حفاظت کریں۔ بس تمام مہذب دنیا کان کھولکر سُن لے کہ ترکی قوم اور اسکی قومی حکومت اس برتاؤ کو کسیطرح بھی قبول نہیں کر سکتی۔ جس کے مستحق بجز غلاموں کے آزاد انسان کبھی بھی نہیں ہو سکتے۔ ترکی قوم نے عزم مصمم کر لیا ہے کہ دنیا سے اپنی آزادی و مختاری تسلیم کرا کے رہے گی!

بس ہمارا معاملہ صرف اسقدر ہے کہ نہ تو ہم جنگ کے شیدائی ہیں نہ خونریزی کے دلدادہ ہم امن کی تمنا میں لڑ رہے ہیں جو اگر آج ہمیں ملے تو ہم اُسے فوراً لے لیں۔ اور تمام کشت و خون موقوف ہو جائے یہ بھی دنیا کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم روس کے دوست ہیں! کیونکہ اسی نے سب سے پہلے ہماری آزادی تسلیم کی تھی۔ اور ہمارے ساتھ منصفانہ برتاؤ کیا تھا اور اسی بنا پر روس کو بھی حق ہے کہ وہ ہماری مدد پر بھروسہ کرے۔ آج بھی۔ اور کل بھی۔ اور اسوقت تک جب تک وہ اپنے وعدوں پر قایم ہے۔ اسیطرح ہم اتحادی حکومتوں کو بھی یقین دلاتے ہیں کہ اگر وہ ہماری آزادی و خود مختاری اور جایز خواہشات تسلیم کر لیں گے۔ تو ہمارے اور ان کے مابین کوئی جھگڑا باقی نہ رہیگا اور فوراً امن و امان بحال ہو جائیگا۔

حضرات! میں اس ذمہ وارانہ مقام میں کھڑا ہوا ہوں اور وہ تمام

اختیارات اور طاقتیں اپنے قبضہ میں رکھتا ہوں۔ جو آپ نے اور آپکی موقر مجلس نے مجھے بخشی ہیں۔ اپنی تمام حیثیتوں پر نظر ڈالنے اور اپنی ذمہ واریوں کو پورے طور پر محسوس کرنے کے بعد میں اعلان کرتا ہوں کہ ہم "جنگ" نہیں چاہتے۔ "امن" چاہتے ہیں۔ اور ہر وقت منصفانہ "صلح" کے لئے تیار ہیں۔ معلوم نہیں۔ انتظار کس بات کا کیا جا رہا ہے؟ کیا لوگ اس انتظار میں ہیں کہ یونانی فوج ہمیں مغلوب کر کے ذلت آمیز صلح پر مجبور کر دے گی؟ محال! قطعاً محال! اور اسی طرح محال جس طرح سوئی کے ناکے سے اونٹ کا نکلنا محال! بحث و مباحثہ کی حاجت نہیں۔ گذشتہ معرکے زبان حال سے سچی شہادت دے رہے ہیں!

حضرات! ۱۶ اگست کو مسٹر لائیڈ جارج نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ "دو فریقین میں سے جو غالب ہوگا۔ اُسکے ساتھ لازمی طور پر رعایت کی جائے گی" اب ہم غالب ہو گئے ہیں۔ اور یونانی مغلوب۔ دیکھنا چاہیئے کہ وزیر اعظم برطانیہ کہاں تک اپنے وعدے کے سچے ہیں۔ لیکن آہ حضرات! ہمارا اعتماد انسانوں پر نہیں ہے اور نہ اُن کے وعدہ وعید سے ہم متاثر ہوتے ہیں۔ ہمارا اعتماد تو صرف اپنے خدا پر ہے۔ اور اپنی تلوار پر ہے۔ بس یہی دو ہمارے بہترین محافظ ہیں۔ اور یہی ہمیں منزل مقصود تک پہونچا سکتے ہیں۔ ہماری کامیابی یقینی ہے۔ کیونکہ ہمارے معاملے سے زیادہ کوئی دوسرا معاملہ برحق اور قانون قدرت کے موافق

نہیں ہے۔

آخر میں میں اپنی جنگی کارروائیوں کی روئیداد ان مختصر الفاظ میں سنائے دیتا ہوں کہ "ہمنے فتح حاصل کرلی ہے۔ دشمن بھاگ رہا ہے ہم پیچھا کر رہے ہیں۔ اور اسوقت تک اسکا تعاقب نہ چھوڑیں گے جب تک اسکے ایک ایک سپاہی کو اپنے پاک ملک سے نہ نکال باہر کریں"

اس تقریر کو انتہائی جوش و مسرت کے ساتھ سنا گیا اسکے بعد قوم کی جانب سے مصطفےٰ کمال پاشا کو "غازی" کا خطاب پیش کیا گیا۔ قومی پارلیمنٹ۔ قومی مجاہدین! شیخ سنوسی اور افغانی سفیر نے اس فتحمندی اور خطاب پر پاشائے موصوف کو مبارکباد دی۔



شیرِ خدا غازی مصطفٰے کمال پاشا کا زبردست اعلان

قومی مجلس عظمیٰ کے اندر فیلڈ مارشل غازی مصطفٰے کمال پاشا نے ۲۳ راگست کے بعد جنگی کارروائیوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے اپنی زبردست اور تاریخ عالم میں یادگار رہنے والی تقریر میں فرمایا کہ

ہمنے حکومتوں سے اپیل کرتے ہوئے اعلان کر دیا ہے کہ ہماری جو خواہش اور ہمارا جو کچھ مطالبہ ہے اس کے سوائے اور کچھ نہیں کہ ہم اپنی قومی سرحدوں کے اندر آزادی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے زندہ رہنے کے حق کو یورپ کی حکومتیں چیلنج دیں۔ ہم اپنے اہم ممالک شام اور عراق وغیرہ کے اندر اپنے تمام حقوق ان ہی ملکوں کے رہنے والوں کے حوالے کر کے جنگ عظیم کے کافی نتائج بھگت چکے ہیں۔ جنگ عظیم میں کسی اور شکست پانے والے فریق سے ایسے وسیع اور زرخیز ممالک نہیں لئے گئے ہیں۔ اُن ملکوں پر ہماری حکومت کے متعلق جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ افترا پردازیوں اور غلط بیانیوں کا ایک سلسلہ ہے۔ نیز ہم پر جو یہ الزام لگایا ہے کہ عیسائی رعایا کے ساتھ ہمنے بُرا سلوک کیا بالکل بے بنیاد اور صداقت سے خالی ہے۔ یہ ہماری روایات اور ہمارے مذہب کا اثر ہے کہ عیسائی رعایا کے ساتھ ایسا برتاؤ ہمنے کیا ہے کہ مسلم رعایا کیساتھ کسی عیسائی ملک میں ایسا نہیں

کیا جاتا۔ اسکے ثبوت کے لئے یہ کافی ہے کہ آجکل عیسائی ہمارے ملک کے ہر گوشہ اور ہر چھوٹے چھوٹے دیہاتوں کے اندر مسلمانوں کے زیادہ خوشوقت اور بعض مواقع میں اُن سے زیادہ مال دار ہیں۔ اگر ان کے ساتھ ہم بُرا سلوک کرتے یا فسادات کا برتاؤ نہ کرتے تو آج وہ اس پوزیشن میں بھی نظر نہ آتے۔ جس میں وہ اب نظر آرہے ہیں۔ لیکن ملک اور حکومت کے خلاف جس کے زیر سایہ وہ رہتے ہیں۔ جن عیسائیوں نے خطرناک کوششیں کی ان کو سزا دینا ایک فطرتی اصول اور عین ضرورت کا تقاضا ہے۔ اسلئے کسیکو حق نہیں پہونچتا کہ وہ "مجلس ملیہ عظمیٰ" کے خلاف کسی قسم کا الزام قایم کرے۔ دنیا جانتی ہے کہ بڑی بڑی زبردست حکومتیں ایسی رعایا کو زبردست اور سخت ترین سزائیں دیتی ہیں جو اسکے خلاف خطرناک کوششیں کریں۔ ساری دنیا کو معلوم ہے کہ جو غیر مسلم قومیں اچھے شہری کی طرح رہنا چاہیں۔ اُن کے لئے سلطنت عثمانیہ کے اندر بہترین محفوظ جگہ موجود ہے۔ صرف یہی بات نہیں ہے۔ جس کے متعلق ہمکو تکلیفیں پہونچائی جاتی ہیں۔ یہ کہنا کہ سمرنا اور اُسکے اندرون ملک میں یونانیوں کی تعداد اور زیادہ ہے سخت غلط بیانی ہے۔ ہر طرح سے یہ معلوم کرلیا گیا ہے۔ کہ وہاں مسلمانوں کی ایک زبردست کثرت ہے۔

بین الاقوامی کمیٹی کی رپورٹ نے بھی اسکی تصدیق کی ہے پچال میں لندن کانفرنس کے موقعہ پر جب اتحادیوں نے تجویز کی کہ ایک

بین الاتحادی کمیشن ہمارے ممالک کے اُن علاقوں میں بھیجا جائے اور بچشم خود تمام حالات دیکھے ہم نے اس تجویز کو منظور کرنے پر آمادگی ظاہر کردی مگر یونان نے اس سے انکار کر دیا۔ اُن کے انکار کی یہی وجہ تھی کہ ان کو معلوم تھا کہ اس تحقیقات کا نتیجہ ہمارے موافق ہوگا۔

خدائی نصرت و امداد

حضرات! مگر خدا نے ہماری مدد فرمائی۔ یونانی فوجیں پسپا ہو گئیں اور اب وہ ہمارے مقابلے کی تاب نہیں رکھتیں۔ یقیناً جب تک ہم اپنے مقاصد نہ حاصل کرلیں ہرگز تلوار نیام میں نہیں کر سکتے۔ مگر اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم جنگ کے خواہاں ہیں۔ اگر ایسا کہا جائے تو یہ ہم پر نہایت غلط الزام ہوگا۔ بلکہ بخلاف اسکے ہم تمام اقوام عالم سے صلح چاہتے ہیں۔

حضرات! ہم نے بڑی کوشش کی کہ جہاں تک ہو سکے امن کے ساتھ اپنے حقوق کی حفاظت کریں۔ لیکن صد افسوس دشمنوں نے ساری دنیا کو ہمارے خیالات سے ناواقف رکھا!

ترک غلام نہیں بن سکتے!

حضرات! ساری دنیا کو معلوم ہونا چاہئے کہ ترکی کی مجلس ملیہ عظمٰے اور اس کی گورنمنٹ غلاموں کی طرح برتاؤ کئے جانے کا تحمل نہیں کر سکتی۔ ساری دنیا کی حکومتوں اور قوموں کی طرح وہ بھی

آزادی اور حریت کا پورا حق رکھتی ہے اور اسی لئے ہم لڑ رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جہاں تک جلد ممکن ہو امن ہو جائے۔ اور ہم ساری دنیا کو امن قایم رکھنے میں مدد دینے کے لئے تیار ہیں۔

ہم بالشویکوں کے دوست ہیں!

ہم روس کے دوست ہیں۔ کیونکہ تمام اقوام عالم سے اس نے ہمارے قومی حقوق کو تسلیم کیا۔ اور اُن کا احترام کیا (صداہائے تحسین) علےٰ ہذا جب اتحادی حکومتیں ہماری آزادی اور استقلال کے حقوق کو تسلیم کریں گی تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم کیوں اُن سے دوستانہ تعلقات نہ پیدا کر لیں گے؟

میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صلح نہ کرنے کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے اگر کوئی حکومت یہ سمجھے کہ یونانی فوج ہمکو ہمارے مقصد تک پہونچنے سے روک دینے میں کامیاب ہو سکتی ہے تو وہ نہایت افسوسناک غلطی پر ہے۔ بہت آسانی سے یہ ثابت ہو سکتا ہے یہ خیال کس درجہ تک غیر مقبول ہے (جو چیز ہماری ہے وہ ہم سے لے لیا جائے)

کون قوم فاتحانہ لڑائی لڑ رہی ہے

مسٹر لائڈ جارج نے لنڈن کے دار العوام میں ١٦ اگست کو کہا ہے کہ برطانیہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایک ایسی قوم کو مدد دے جو ایک فاتحانہ لڑائی لڑ رہی ہے۔ اب وہ قوم جو فاتحانہ لڑائی لڑ رہی ہے۔ ترکوں کی قوم ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مسٹر لائڈ جارج اب اپنے الفاظ

پر قائم رہیں گے۔ یہ تقاضائے فطرت ہے کہ ہم اپنی تباہی کی دھمکیوں کے خلاف آخری وقت تک جنگ کریں گے۔ دنیا کے اوپر کوئی مطالبہ اس سے زیادہ بڑا اور زیادہ قانونی نہیں ہو سکتا۔

حضرات! قبل اسکے کہ میں اپنی تقریر ختم کروں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب تک ہمارے دشمن کا آخری سپاہی بھی ترکوں کی مقدس زمین پاک پر موجود رہے گا۔ ہماری فوج ہرگز تلوار نہ رکھے گی (خدا فوج کو زندہ رکھے) کے متواتر اور زبردست نعرے"

مصطفےٰ کمال پاشا اور مسٹر ہوائٹ کا مکالمہ

"مسٹر ہوائٹ جو امریکن الیوسی ایٹڈ پریس کے نامہ نگار ہیں اناطولیہ میں اس غرض سے آئے کہ وہاں کے صحیح حالات امریکن اخباروں کو دیں"

مسٹر ہوائٹ جب اناطولیہ پہنچے تو قوم پرست ترکوں نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی۔ اور جو کچھ انہوں نے دیکھنا چاہا۔ اس کی اجازت اسے دیدی۔ یہ وہاں ۲۵ دن رہے۔ اور اسی دوران میں مصطفےٰ کمال پاشا اور ان کے سپہ سالار عصمت پاشا سے ملے تھے جن کی گفتگو ہم اگلے صفحات میں درج کرتے ہیں:۔

ٹرکی ترکوں کے لئے ہے

مصطفےٰ کمال پاشا نے مجھے اپنے محل واقع انگورہ میں شرف ملاقات بخشا معمولی مراسم ملاقات کے بعد پہلا لفظ جو اُن کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا "ٹرکی ہم ترکوں کے لئے ہے"! پھر انہوں نے پوری متانت سے فرمایا! "ہاں ٹرکی ہماری ہی ہے اور ہم سے کبھی جدا نہیں ہو سکتی۔ ہم محب وطن ترک صرف اسی مقصد کے لئے لڑ رہے ہیں اور اپنے وطن کو اجنبی غلامی سے بچانا چاہتے ہیں۔ اجنبی قومیں اپنے ملکوں کو آزاد دیکھنا چاہتی ہیں مگر ہمارے ملک کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا چاہتی ہیں۔ ہم ایک لمحہ کے لئے بھی اسے منظور نہیں کر سکتے۔ اگر اتحادی ہمارے مطالبات قبول نہیں کرتے ہیں تو نہ کریں۔ ہم بھی کسی طرح ان کی زیادتیوں کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔ اور نہ اُن سے اس باب میں بے بنیاد گفت و شنید کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہماری قوم کا گلا گھونٹ دیا جائے اور ہم خاموش بیٹھے رہیں۔

جب تک ایک یونانی بھی یہاں ہے۔ ہم لڑیں گے

ہم نے عزم بالجزم کر لیا ہے کہ اُس وقت تک برابر جنگ کرتے رہیں گے جب تک ہمارے حقوق تسلیم نہ کر لئے جائیں۔ اور اُس وقت تک تلوار نہ رکھیں گے

جب تک ایک یونانی بھی فاتحانہ حیثیت سے ہماری سرزمین پر رہیگا - اگرچہ ہمیں اس راہ میں سالہا سال خون بہانا پڑے - تاریخ بتاتی ہے کہ بعض لڑائیاں سو برس تک جاری رہی ہیں - بیسویں صدی کو بھی ہم ایک ایسی ہی لڑائی دکھا دیں گے - مغلوب کو تاوان جنگ ادا کرنا پڑتا ہے یونانی جو بعض حریف قوموں کے پرتے پر ہمارا ملک فتح کرنیکیلئے آئے ہیں انہیں نتیجہ سے باخبر رہنا چاہیئے - ٹرکی کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا اوسکے ایک حصہ کو یونان کے حوالے کر دینا بخدا ظلم ہے - اور ایسا ظلم ہے جسے شریف ترکی قوم برداشت نہیں کر سکتی - ہمارا جنگی مقصد بالکل واضح ہے سمرنا ترکی ہے اور ہمیشہ ترکی رہیگا - اسیطرح مشرقی تھریس کبھی ٹرکی سے علیحدہ نہیں ہوسکتا - کیونکہ اُس کی آبادی میں اکثریت ترکوں کی ہے - اسکے علاوہ ترکی سلطنت کے بقیہ حصوں کے متعلق ہمیں یہ بخوشی منظور ہے کہ وہاں کی آبادی سے استصواب رائے کرلیا جاویگا - لیکن قسطنطنیہ ہمیشہ ہمارے پاس رہیگا -

دردانیال اور باسفورس ہمارے ہی پاس رہینگے

میری آخری رائے یہی ہے کہ دردانیال اور باسفورس بھی ہمارے قبضہ و نگرانی میں رہیں گے - بین الاقوامی نگرانی بہت سی مشکلات کا موجب ہوگی - اگر اتحادی دنیا میں امن وامان کے خواہاں ہیں تو ہمارے ساتھ مل کر کام کریں - ورنہ امن ناممکن ہے - اور ہم اسکے لئے بھی تیار ہیں کہ قسطنطنیہ ایک ایسی چیز ہے جو

ٹرکی اور خلافت کے لئے بالکل ناگزیر ہے۔ اور اُسے ہم کسیطرح بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ اور نہ کسیطرح کا اجنبی اقتدار اس میں گوارا کر سکتے ہیں

جنگ ناگوار شے ہے۔ لیکن لوگ بھی جینے دیں

میں بھی خوب سمجھتا ہوں کہ جنگ نہایت ناگوار شے ہے اور اُس کے مصائب و آلام میرے قلب پر بھی وہی اثر ڈالتے ہیں۔ جو رحمدل ہے رحمدل انسان اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ لیکن ہم کیا کریں؟ اگر ہتھیار رکھدیں۔ توپیں ڈالے جائیں۔ یہ ہماری تلوار ہی ہے۔ جو ہمارے حقوق کی حفاظت کر رہی ہے! اگر حریف ہمارا پیچھا چھوڑ دیں تو ہم بھی خاموش ہو جائیں گے۔ اسوقت بھی ہم ملک کی حالت سدھارنے کیطرف سے غافل نہیں ہیں۔ ہم نے شراب نوشی کا قطعی انسداد کر دیا ہے۔ تمام ملک شراب کی لعنت سے پاک ہو گیا ہے۔ اور قمار بازی و بدچلنی کا کہیں نام و نشان تک نہیں رہا ہے۔ ہم صدق دل سے متمنی ہیں۔ کہ ہر یک اناطولیہ کے ساتھ رشتہ محبت جوڑے اور تجارتی تعلقات قائم کرے

ہمیں ہمارا خلیفہ کافی ہے

ہم اگرچہ اپنے ملک میں جمہوری حکومت قائم کرنا نہیں چاہتے ہیں لیکن ہم بھی ویسے ہی ڈیموکریٹک ہیں جیسے کہ امریکہ کے لوگ ہیں ہمیں ہرگز یہ خواہش نہیں رکھتا کہ کسی جمہوری سلطنت کا صدر ہوں۔ ہمارے لئے تو ہمارا خلیفہ کافی ہے۔ اور ہماری پوری سرگرمی اسلئے ہے کہ ہم خلیفہ کے

مقدس و بلند پایہ مرکز سے تمام عالم اسلامی کے ساتھ وابستہ ہو جائیں اور سب یکبارگی اسے معزز و سربلند بنانے کی سعی کریں! خلافت اسلامیہ ابدی ہے اور ہمیشہ باقی رہے گی۔ اس کا مرکز قسطنطنیہ ہی رہیگا کیونکہ ہماری مذہبی روایات کا اقتضا یہی ہے۔ ہم سب کے سب متفق ہیں۔ ہمارے مابین کسی قسم کی پھوٹ نہیں ہے۔ اور نہ ہم میں کوئی ایسی پارٹی ہے۔ جو موجودہ قومی حکومت کے اس جگہ پہ اپوزیشن کو قایم کرنا چاہتی ہو۔ اس قسم کی جتنی خبریں بھی مشہور کی گئی ہیں سراسر غلط اور بے بنیاد ہیں۔

بالشویکوں کے ساتھ ہمارے تعلقات یہ ہیں۔ کہ ہم دونوں ملکوں میں محبت و مودت کا معاہدہ ہو گیا ہے مگر اس میں ایک شرط یہ بھی رکھی گئی ہے کہ بالشویک اپنا پروپیگنڈا ہمارے ملک میں نہ پھیلائیں گے۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی استدعا

ذیل کی اپیل ترکی قومی حکومت انگورا کے صدر کی طرف سے تمام ممالک کے وزرا
امور خارجہ کے پاس بھیجی ہے

جناب محترم!-

میں جناب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شہر قسطنطنیہ پر اتحادیوں کی فوج نے انصاف و عدالت کا خون کرتے ہوئے جبردستی قبضہ کر لیا ہے ترکی قوم نے اس سے متاثر ہوکر اور اپنے خلیفہ اور ان کی حکومت کو ایک نظر بند سمجھ کر یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ایک قومی مجلس اعلےٰ قایم کی جائے - اور اس مقصد کے لئے بڑے پیمانہ پر انتخاب کا انتظام کیا گیا۔

قومی مجلس اعلےٰ نے اپنے ۲۳؍ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کے افتتاحی اجلاس میں بالاتفاق آرا یہ فیصلہ کر لیا کہ جب تک خلیفۃ المسلمین سلطان المعظم اور قسطنطنیہ بیرونی ملک کے قبضہ اور حکومت سے آزاد نہ ہو جائیں - اسوقت تک اپنے آبائی ملک کے موجودہ اور آیندہ معاملات کا انتظام مجلس اعلےٰ اپنے ہاتھ میں لے لے۔

اس مجلس اعلےٰ نے مجھے اس امر کی عزت بخشی ہے کہ میں آپ کی خدمت میں نہایت سختی کے ساتھ ان بیقاعدگیوں کے خلاف آواز بلند کروں جو معاہدات التوائے جنگ کو توڑتے ہوئے برتی گئی ہیں - جنہوں نے صلح کانفرنس کے نتائج سے قوم عثمان میں تنفر کو اور شدت سے بڑھایا ہے پارلیمنٹ جو ایک نہایت ہی مقدس مقام ہے - اور تمام دنیا کی قومیں بھی اسکو ایسا ہی سمجھتی ہیں عین اسکے اجلاس کے وقت پر اس پر حملہ کیا گیا - ترکی قوم کے

نمائندے انگریزی پولیس کے ہاتھوں سے بدمعاشوں کی طرح زبردستی گھسیٹ گھسیٹ کر کمروں سے باہر نکالے گئے۔ باوجودیکہ لوگوں نے سخت احتجاج بلند کی۔ ارکان مجلس۔ ڈپوٹی۔ جنرل۔ علماء وغیرہ وغیرہ ان لوگوں کو ان کے گھروں میں گرفتار کیا گیا۔ ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالی گئیں۔ اور ان کو جلاوطن کیا گیا۔ اور صرف اس بناء پر کہ قوت ہی کا نام طاقت ہے بندوقوں اور سنگینوں سے ہمارے سرکاری اور خانگی مقامات پر قبضہ کر لیا۔ ترکی قوم اپنے تمام حقوق کو پائمال ہوتے ہوئے اور اپنی سلطنت پر ضرب شدید پڑتے ہوئے دیکھ کر اپنے نمائندوں کے حکم سے انگورا میں مجتمع ہوئی۔ اور مجمع میں ایک انتظامی کمیٹی منتخب کی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ملک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

آپ کی خدمت میں پہلے جو کچھ کہا جا چکا ہے۔ اسکو پیش کرتے ہوئے ہم قوم کے وہ مطالبات جو ۲۹ اپریل کے اجلاس میں طے پائے ہیں پیش کرتا ہوں۔

(۱) قسطنطنیہ مرکز خلافت اور قسطنطنیہ کی حکومت ترکی قوم کے نزدیک اتحادیوں کے ہاتھ میں ایک قیدی سمجھی جاتی ہے۔ اور اسی بناء پر تمام احکام اور تمام فتاوے جو اس مقبوضہ قسطنطنیہ سے شائع اور نافذ کئے جاتے ہیں وہ ہرگز قانونی و مذہبی حیثیت نہیں پا سکتے۔ اور وہ تمام معاہدات و معاملات جس میں قسطنطنیہ کی نام نہاد ترکی حکومت داخل ہو۔ اُن کو ترکی قوم بالکل لغو اور مہمل قرار دیتی ہے۔

(۲) ترکی قوم نے باوجود اسکی سرد مہری اور اعتدال پسندی کے یہ طے کر لیا ہے

کہ اپنے مقدس اور غیر محدود مقدس حقوق کی حفاظت و دفاع ایک آزاد اور خود مختار قوم کی طرح کرے گی۔ اور اُسنے اعلان کر دیا ہے کہ وہ ایک نہایت ہی قابل قبول اور عزت کی صلح چاہتی ہے۔ وہ ہرگز ان معاہدات کو جو اسکے نام سے کئے گئے ہیں تسلیم نہیں کرے گی۔ تاوقتیکہ اسکے خاص نمائندوں کے ذریعہ سے وہ طے نہ کئے جائیں۔

(۳) ملک کے اندر جو عیسائی آبادی ہے اور اُسکے ساتھ غیر ملکی آبادی دونوں قوم کی حفاظت میں رہیں۔ مگر ساتھ ہی ان کو چاہئے۔ کہ کوئی ایسا کام نہ کریں۔ جو ملک کے عام مفاد کے خلاف ہو۔ اس امید پر کہ ترکی قوم کے جائز حقوق کے ہر مطالبہ کا خاطر خواہ لحاظ کیا جائیگا۔ میں جناب عالی سے مستدعی ہوں کہ اسکی طرف پورے طور سے توجہ فرمائیں۔

آپ کا خادم

مُصطفےٰ کمال

غازی مُصطفےٰ کمال پاشا کا اپنی فوج کو پیغام

میرے دوستو! جس جنگ میں ہم کو دیکھ رہے تھے۔ اسمیں تم نے بےنظیر اور عظیم الشان فتح حاصل کرلی۔ اور تمہارے کارناموں نے "سکاریا" کے نام کو تاریخ میں غیر فانی بنادیا! میری پوری زندگی تمہاری صفوں میں گذری ہے۔ اور میں تمہاری، ما فوق العادت بسالت و شجاعت سے بخوبی واقف اور ہمیشہ اسکا معترف ہوں۔ لیکن میں آج چاہتا ہوں۔ کہ دل کھولکر تمہارا شکریہ ادا کردوں۔ اور اس خوشی

فخر کو ظاہر کروں۔ جو اِس جنگ میں تمہاری کامل فتح سے میرے قلب میں موجود ہے میں اپنی اس آواز کو ہر سپاہی کے کان تک پہنچانا اور پھر ملک کے فرد فرد کو سُنانا چاہتا ہوں۔ کہ اس جنگ میں ٹرکی سپاہیوں نے وہ کیا جس پر آئیندہ نسلیں بھی فخر کریں گی۔ اور کہیں گی کہ ہم اُن سورماؤں کے جانشین ہیں جنہوں نے دو سکاریہ کے میدان کو سر کیا تھا"

جان نثارانِ وطن! سکاریہ کی جنگ درحقیقت نہایت ہی ہولناک اور انتہا سے زیادہ خطرناک تھی۔ کیونکہ اسمیں ہماری آزادی و زندگی کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ سکاریہ کے کنارے ۱۲ دن تک برابر معرکہ کا بازار گرم رہا۔ اسمیں آدمیوں کی جنگ نہیں تھی۔ عقیدہ اور روح کی جنگ تھی۔ ایک طرف حق و آزادی اور اسکے پرستار تھے۔ اور دوسری طرف غلبہ و غارتگری اور اُسکے علمبردار تھے۔ طرفین نے ہتھیار سنبھالے۔ اور آخری فتح حاصل کرنیکے لئے گتھ گئے۔ لیکن جب جدا ہوئے تو تم پرستارانِ حق و حریت غالب تھے اور غلامی کے حمائیتی مغلوب! یونانی صرف مغلوب ہی نہیں بلکہ مجرموں کی طرح سزا کے خوف سے بھاگ رہے ہیں۔ اور وہ تمام آبادیاں جلاتے جاتے ہیں۔ جہاں سے گزرتے ہیں۔

دشمن کو یقین تھا۔ کہ سامنے میدان خالی ہے۔ اور قدم رکھتے ہی وہ اُسے جیت لیگا۔ لیکن آگے بڑھتے ہی اُسے معلوم ہوگیا۔ کہ یہ پھولوں کی سیج نہیں۔ بلکہ کانٹوں بھری راہ ہے۔ کہ جسمیں وہ قدم رکھ چکا ہے اے بہادرو! تم اپنی روح اور ایمان کی اٹل قوت سے اسے اس جرات

کی ایسی سزا دی ہے کہ ہمیشہ عبرت انگیز رہے گی۔
میں اپنی خوش نصیبی پر نازاں ہوں۔ اور اپنے اندر انتہائی فخر
ومسرت پاتا ہوں کہ میں اس جنگ میں تمہارا سپہ سالار تھا۔ جس نے
ایسے نازک وقت میں قوم کی قسمت کو سچوٹنے سے بچا لیا۔ اور
اسے ساحل نجات تک یقینی طور پر پہنچا دیا۔
پس میں تمہارے جنرلوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے بیمثال قابلیت سے
جنگ کو چلایا۔ تمہارے افسروں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے طرابلس
بلقان اور عالمگیر جنگ کے بعد اس جنگ میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے
اور موت کو آنکھوں سے دیکھ لینے کے باوجود اس کا ہنسی خوشی خیر مقدم کیا
اور اپنے کارہائے نمایاں سے ایک ایسا نمونہ قائم کر دیا۔ جس کی ہم سب تقلید
کریں گے۔ اور اس سے اپنی زندگی میں کامیابی حاصل کریں گے۔ اور
اے بہادر سپاہیو! تم میں سے ہر ایک کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور
تمہاری تعریف کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ تم اس سے مستغنی ہو۔ اور تمہیں
میں اس موت وحیات کی لڑائی کے قبل جانتا ہوں! دنیا میں تمہارے جیسے
لوگ کہاں ہیں؟ اور کس فوج کو تمہارے جیسے سپاہی میسر آئے ہیں؟
چشم فلک ترس گئی۔ مگر اسے ترکی سپاہی کی مانند کوئی سپاہی آجتک
نظر نہ آیا! ترکی سپاہی وہ ہے جس کا قلب مثل آئینہ کے صاف وشفاف
ہے۔ اور فتح وظفر اس کے اندر سے ابلی پڑتی ہے۔ پس میرا فرض ہے۔ کہ
تمہاری غیرت قومی حمیت دینی اور اطاعت پر تمہیں مبارکباد دوں اور

سچے دل سے تمہارا شکریہ ادا کروں!

دوستو! جس قوم میں ایسے جنرل۔ ایسے افسر اور ایسے سپاہی ہوں کیا وہ غلام بنائی جا سکتی ہے؟ محال اور قطعاً محال! دنیا نے اب پھر تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ ترک کیسے بہادر اور آزادی کے کیسے شیدائی ہوتے ہیں!

اے جان نثار فوج! مجلس ملیہ نے اس فتح کے صلہ میں مجھے بہت بڑے عہدے اور خطاب سے سرفراز کیا ہے۔ کیا میں اسکا مستحق ہوں؟ نہیں! بلکہ اے میری پیاری فوج! تو اس کی مستحق ہے۔ کیونکہ تیری ہی بدولت مجھے سرخروئی حاصل ہوئی ہے۔ اور تیرے ہی بھروسہ پر میں کھڑا ہوں یہ جو کچھ بھی ہوا ہے سب تیرا کارنامہ ہے اور تیرے لئے ہی سرمایہ فخر و ناز ہے۔ بیشک میں اس محترم تمغہ سے اپنے سینے کو زینت دونگا کیونکہ وہ تیرے جہاد عظیم کی یادگار ہے۔ جسے قوم و ملک نے قبول فرما کر میری عزت افزائی کی ہے۔ ہاں میں اس نشان کو سینے پر لگاؤنگا کیوں کہ وہ مجھے تیری مہربانی سے ملا ہے۔ اور اسلئے میں اسے تیرے ہی نام سے لگاؤں گا۔ اور اسے اپنی جنگی زندگی کا سب سے زیادہ قیمتی سرمایہ تصور کروں گا۔

آخر میں میں رب العزت کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ میرا اور میرے رفیقوں کا معین و ناصر ہے اور حق کی اس جنگ میں ہر لمحہ اور ہر آن ہمارا پشت پناہ و مددگار رہے! آمین (سپہ سالار عام مصطفےٰ کمال)

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے ارادے

"ڈیلی ایکسپریس کے نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا سردار احرار سے درخواست کی تھی کہ غازی ممدوح اپنے خیالات و تجاویز کا اظہار فرمائیں۔ چنانچہ اس درخواست کے جواب میں غازی موصوف نے مندرجہ ذیل مقالہ تحریر کیا"

خلافت و سلطنت کا تحفظ

میں شرائط صلح کا ذمہ وار نہیں ہوں۔ بلکہ سب معاملات مجلس عالیہ قومیہ ترکی (انگورہ) کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ مجلس مذکور محض اسلئے منتخب کی گئی تھی کہ شہنشاہیت پسند سلطنتوں نے قوم کی ہستی کے خلاف جو حملہ کیا ہے اسکی جائز مدافعت کی جائے۔ اس مجلس کے اجلاس کا مدعا یہ ہے کہ قومی سرحدوں کے اندر مکمل قومی خود مختاری حاصل کی جائے اور "خلافت" اور "سلطنت" کا پایہ تخت قوم ترکی کے لئے محفوظ رکھا جائے۔ ترکوں کا مطالبہ سوائے اسکے اور کچھ نہیں۔ کہ ان کی آزادی و خود مختاری کا حق تسلیم کیا جائے۔ ارکان مجلس کو یقین واثق ہے کہ وہ قوم کے سرمایہ داروں اور شہنشاہیت پسندوں کے پنجۂ استبداد سے چھڑانے اور قوم کی طاقت اور حکومت کو بحال کرنے میں کامیاب و کامران ہوں گے۔

ایک لشکر جرار

مجلس کے احکام و فرائض کے ماتحت ایک مرتب و منظم لشکر جرار تیار کیا گیا ہے جس کا فرض ہے کہ قوم کو سرمایہ داروں اور شہنشاہیت پسندوں کے حملوں

سے بچائے۔ اور جو اس مدعا کی تکمیل میں سدراہ ہوں۔ انہیں قرارواقعی سزا دے۔

مختلف اصلاحات کا اجراء

مجلس عالیہ کا مقصد اعلیٰ یہ ہے۔ کہ بعض اصلاحات عمل میں لاکر قوم کے اسباب مصیبت کو دور کرے۔ اسکے علاوہ انتظام اراضی۔ تعلیم۔ معدلت گستری۔ مالیات اور اقتصادیات کے مسایل کی طرف توجہ کرکے قومی ضروریات کے مطابق ایک ایسا جدید نظام حکومت قایم کیا جائیگا۔ جو اخوت معاشری اور اشتراک عمل کے اصول اساسی پر مبنی ہوگا۔ یہ مجلس اس قسم کی اصلاحات نافذ کرنے میں قومی نقوش و روایات کا خاص خیال رکھے گی۔ اور قوم کے فطری و جبلی اصول عمل پر اعتماد کرے گی۔



غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا اعلان

بنام ساکنین اناطولیہ

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے مطالبات اس اعلان میں مندرج ہیں جو غازی موصوف نے فروری ۱۹۲۱ء میں اہل اناطولیہ کے نام شائع فرمایا۔ آپ نے چھ عنوانوں کے ماتحت سمرنا۔ تھریس (مشرقی و مغربی) معاہدہ سیورے آرمینیا اور قسطنطنیہ کے متعلق اپنی خواہشات و مطالبات کا اظہار کیا۔ زیادہ تر دلچسپ دفعات مندرج ذیل ہیں:۔

قسطنطنیہ، باسفورس، دردانیال،

معاہدہ سیورے کی ہمارے نزدیک کچھ ہستی ہی نہیں۔ کیونکہ یہ معاہدہ سیاسی، قانونی، اقتصادی اور مالی دائروں میں ہماری آزادی کو تباہ کرنے والا ہے۔ لہذا ہماری خواہش ہے کہ نئے سرے سے ایسی صلح کی جائے جو ہماری آزادی اور حکومت کی ضامن ہو۔ قسطنطنیہ کے متعلق آپ نے فرمایا کہ قسطنطنیہ قطعاً اور غیر مشروط طور پر ترکی اقتدار حکومت کے ماتحت رہنا چاہیئے۔ اگر ہمارا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا جائے تو ہم آبنائے کی آزادی پر رضامند ہو جائیں گے۔ لیکن اس سمجھوتے کی شرائط کا مسودہ آبنائے ملحقہ سلطنتیں تیار کریں۔ اور ان میں برطانیوں کو بالکل دخل نہ ہو۔

سمرنا، تھریس، آرمینیا،

اعلان میں یہ بھی مندرج ہے۔ کہ ترکان احرار اہل یونان سے دوستی اور اتحاد قایم کرنے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ یونانی حملہ و دستبردی حکمت عملی سے جس میں برطانیہ نے انہیں آلودہ کر رکھا ہے۔ احتراز و اجتناب کریں۔ اس کے علاوہ اعلان میں لکھا ہے۔ کہ یونانی سمرنا اور مشرقی تھریس کو خالی کر دیں۔ مغربی تھریس کا فیصلہ رائے عامہ پر کیا جائے اور احرار کا قبضہ آرمینیا کے مغربی صوبوں پر برقرار رہے۔

آخر میں لکھا ہے کہ ترکی کو صلح اور امن و امان کی تمنا ہے اور امن اسی حالت میں قایم ہو سکتا ہے۔ جبکہ بیرونی حملہ آور اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔

غازی موصوف اور مسیو لینن کا پیغام سلام

دوستی اور محبت کے تعلقات

مصطفیٰ کمال اور لینن کے درمیان دلچسپ پیغامات تہنیت کا مبادلہ ہوا ہے جس سے ظاہر ہے کہ ترکوں اور بالشویکوں کے درمیان تعلقات دوستی و محبت برابر چلے جاتے ہیں۔ یہ مبادلہ پیغامات اس تقریب پر ہوا کہ روس نے شمالی قفقاز کی آبادی کو تسلیم کر کے "داغستان" کے نام سے ایک اسلامی ریاست قایم کر دی۔

لینن کا جواب

موسیو لینن نے غازی ممدوح کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا کہ "براہ نوازش تمام ترکوں کو اطلاع دے دیجیئے کہ انہوں نے اپنی آزادی اور حریت حاصل کرنے کے لئے جس شاندار اولعزمی کا ثبوت دیا ہے۔ اسے ہم سب نہایت تشکر و امتنان کی نظروں سے دیکھتے ہیں"

حررہ محمد عبدالحکیم کاتب مرتاض رقم عفی عنہ ساکن جنڈیالہ ڈھاب والہ ڈاکخانہ گکھڑ

تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

[illegible]

Sir